

Nurturing Believers

والدین سے التجا

تمام والدین اپنے بچوں کی کامیابی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لیکن کئی والدین اس کامیابی کے حصول کے لیے اپنے بچوں پر بہت زور ڈالتے ہیں، اور اس کا معیار اسکول کے لیول پر ان کے نزدیک امتحانوں میں اچھے نتائج ہوتا ہے۔ جن بچوں کے نتائج پہلے سے اچھے آ رہے ہوتے ہیں، ان پر بھی مزید بہتر نتائج لانے کے لیے زور ڈالا جاتا ہے، بلکہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کلاس میں ٹاپ کریں۔ کئی بچوں پر امتحانات میں بہترین رزلٹ لانے کے لیے زور اس لیے ڈالا جاتا ہے کیونکہ میڈکل کالج میں داخلے ان نتائج پر منحصر ہوتے ہیں، اور ماں باپ ہر حال میں بچے کو ڈاکٹر بنانے پر تلے ہوتے ہیں، چاہے ان کے بچوں میں اس کا شوق یا صلاحیت ہو یا نہ ہو۔ ہر قیمت پر امتحانات میں اچھے رزلٹ پر اصرار عموماً والدین کی اس سوچ کا نتیجہ ہوتا ہے کہ اچھے رزلٹ آئیں گے تو اچھے کالجوں میں داخلہ ملے گا، اور اچھے کالجوں سے فارغ ہوں گے تو ہی اچھی نوکریاں ملیں گی اور یوں تنخواہیں بھی اچھی ہوں گی۔ اور ان کی نظر میں یہی ایک صورت ہے کہ ان کا بچہ اچھی زندگی گزار سکے اور کامیاب ہو۔ مزید یہ کہ بہت سے والدین بچوں کی اچھے رزلٹ کو اپنی تربیت کی کامیابی سمجھتے ہیں، کہ جتنے اچھے نتائج، اتنے ہی اچھے والدین ہم ثابت ہوتے ہیں۔



امتحانات میں اچھے رزلٹ ← اچھے کالجوں میں داخلہ ← اچھی نوکریاں ← زیادہ کمائی ← کامیاب زندگی




بچوں کے اچھے رزلٹ = کامیاب تربیت = اچھے والدین ہونے کا ثبوت

لیکن حقیقت یہ ہے کہ والدین کا امتحانوں کے نتائج سے لگاؤ اور اس پر اصرار، کئی وجوہات کی بنا پر ہے:


ذاتی وجوہات	معاشرتی اور ثقافتی عناصر
<ul style="list-style-type: none"> ہم اپنے خواب اپنے بچوں کے ذریعے پورے کرنا چاہتے ہیں ہم اپنے بچوں کی کامیابی کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں ہم دوسروں کی تعریف اور واہ واہ چاہتے ہیں 	<ul style="list-style-type: none"> بعض پروفیشن کو بہت معتبر اور بعض کو کم معتبر سمجھا جاتا ہے ہمیں ہر وقت اسکی فکر رہتی ہے کہ لوگ ہمارے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں بالخصوص عورتیں اپنی قدر و قیمت کا اندازہ دوسروں کی نظر میں اپنے بچوں کی کامیابی سے لگاتی ہیں مردوں کی کامیابی کا معیار انکی تنخواہ سمجھی جاتی ہے

<p>- ذاتی خوشی، ذہنی اطمینان، اور قلبی سکون کو مقاصد کے طور پر اہم نہیں سمجھا جاتا</p> <p>- بچوں کو اپنی ذات میں علیحدہ انسان نہیں سمجھا جاتا، جن کی اپنی شخصیت، اپنی سوچ، اپنی پسند نا پسند، اپنے خواب ہوتے ہیں</p> <p>- زور زبردستی اور سختی پر مبنی تربیتی انداز کو والدین زیادہ موثر سمجھتے ہیں</p>	<p>- اگر ہم اسکول کالج میں ٹاپ کرتے تھے، تو ہم توقع کرتے ہیں کہ ہمارے بچے بھی ٹاپ کریں گے</p> <p>- ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے خوب کمائیں تاکہ بڑھاپے میں ہمارا خیال رکھ سکیں</p>
---	---

پس یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ والدین کا اپنے بچوں کے اسکول کالج اور پھر پروفیشن میں کامیابی پر اصرار صرف بچوں کی بہتری کی نیت سے نہیں ہوتا، بلکہ اپنی ذات اور اپنی نفس کی تسکین کی خاطر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہمارے بچے ہمارے معیار پر پورا نہیں اترتے تو ہمارا عمل درج ذیل انداز سے ہوتا ہے:

<ul style="list-style-type: none"> ● جذباتی گفتگو - (مثلاً کہنا، ”ہم اتنی محنت کر کہ تمہیں اچھے اسکول میں بھیجتے ہیں، “ ”ہمیں تم سے اتنی امیدیں تھیں، “ ”تم نے ہمیں مایوس کر دیا، “ ”میرا خیال تھا تم میرا نام روشن کرو گے، “ ”ہم نے تمہارے لیے اتنی قربانیاں دی ہیں۔ “ ● غصے کا اظہار۔ جس میں بعض اوقات چیخنا چلانا اور مار پیٹ بھی شامل ہوتی ہے۔ ● بے عزتی - خصوصاً کم عقل یا بے وقوف کہنا، اور دوسروں سے مقابلہ کر کے ● دھمکیاں اور سزائیں 	
--	---

کیونکہ بعض اوقات بچے خوف یا احساس جرم یا ذلت کی وجہ سے وقتی طور پر محنت کرکے نتائج کو بہتر بنا لیتے ہیں، انکے والدین سمجھتے ہیں کہ ان کا رویہ موثر ہے اور وہ اسے دہراتے رہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت ان کے اس رویے کے ان کے بچوں پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، مثلاً:

<ul style="list-style-type: none"> ● اپنی مرضی کے کام نہ کر سکنے پر بے سکونی ● ڈپریشن ● خود کشی کے خیالات ● ماں باپ سے رنجش اور تنفر ● ماں باپ کے کسی حال میں راضی نہ ہونے پر کوشش کرنا ہی ترک کر دینا ● نافرمانی ● بغاوت (یہاں تک کہ غلط صحبت اور بری عادتیں اپنا لینا) 	<ul style="list-style-type: none"> ● احساس کمتری ● خود اعتمادی میں کمی ● یہ محسوس کرنا کہ ان سے کوئی محبت نہیں کرتا ● والدین کو مایوس کرنے اور ان کے پیسے ضائع کرنے پر احساس جرم ● آئندہ والدین سے اپنی کمزوریاں اور ناکامیاں چھپانا ● بے دلی سے پڑھنا 	
---	--	---

اسکولوں کے سالانہ امتحانات کے قریب، ہم یہ پوسٹ والدین سے ارجنٹ اپیل کے طور پر کر رہے ہیں، کہ وہ درج ذیل سوالات پر غور کریں:

کیا پیسہ کمانا اصل مقصد ہے، یا کامیاب زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ؟ کیا کامیاب زندگی کے لیے خوش ہونا لازم نہیں ہے؟ کیا اپنے بچوں کو پیسہ کمانے کے لیے تیار کرنے کی خاطر انکو نفسیاتی مریض بنانا، ان کے ساتھ اپنے تعلقات برباد کرنا، ان کی شخصیت تباہ کرنا جائز ہے؟ کیا اس سے پیسہ کمانے کا اصل مقصد فوت نہیں ہو جاتا؟

کیا ہماری زور زبردستی اور منفی رد عمل کے بغیر ہمارے بچے دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے؟ اسکے برعکس کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے بچے ہمارے پریشور کی وجہ سے امتحانات میں گھبرا جائیں اور کم نمبر لیں، یا یہ دیکھ کر کہ ہم تو کسی حال میں خوش نہیں ہوتے، کوشش کرنا ہی چھوڑ دیں، یا ضد میں آکر پڑھائی نہ کریں؟ کہ اگر ہم انہیں ناکامی پر ذلیل کرتے رہیں، تو وہ ناکامی کے خوف سے حصہ لینا ہی چھوڑ دیں۔ کیا اس سے ہماری سختی کا مقصد فوت نہیں ہو جائے گا؟

کیا ہم اپنے بچوں کو اپنی کلاس میں ٹاپ کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں؟ بیشک، اپنی طرف سے پوری کوشش کرنا ان کے بس میں ہے، لیکن ٹاپ کرنے کے لیے لازم ہے کہ باقی سب بچے ان سے استعداد اور محنت میں کم ہوں، اور یہ ہمارے بچوں کے بس میں نہیں۔ تو کیا پھر اسکو مقصد بنانا معقول ہے؟

سن ۲۰۱۹ میں کیا ہمیں ابھی تک اپنے بچوں کو ڈاکٹر بننے پر مجبور کرنا چاہیے، اگر انکی دلچسپی اور استعداد کسی دوسری فیلڈ میں ہے؟ ہمارے لیے یہ سمجھنا کیوں اتنا مشکل ہے کہ ہمارے بچوں میں سے ہر ایک کی اپنی شخصیت، اپنا رجحان، اپنی استعداد، شائد اپنے خواب ہیں، جو ہمارے سے مختلف ہو سکتے ہیں، اور اگر وہ ڈاکٹر نہیں بننا چاہتے تو اس میں کوئی حرج نہیں؟ آجکل بچوں کے پاس نوکریوں اور پروفیشن کی اتنی چوائس ہے، کہ ہر کوئی اپنے شوق کے مطابق پڑھائی بھی کر سکتا ہے اور مناسب ذریعہ معاش بھی ڈھونڈ سکتا ہے۔ تو کیا یہ ضروری ہے کہ ہم صرف اپنی خواہش پوری کرنے اور لوگوں کی واہ واہ حاصل کرنے کے لیے اپنے بچوں کی زندگی بھر کی خوشی قربان کر دیں؟

کیا ایک بچے کی قدر و قیمت صرف اسکے امتحانی نتائج سے ہے؟ کیا اسکے اخلاق، اسکے اندر ہمدردی کا جذبہ، اسکی سچائی، یا اس میں موجود دیگر خوبیوں اور صلاحیتوں کی کوئی اہمیت نہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کو صرف امتحانات کے نتائج پر سہرا سکتے ہیں، دیگر ذاتی خوبیوں اور صلاحیتوں پر نہیں؟

کیا اسکا مطلب ہے کہ ہمیں کبھی بھی بچوں کو محنت کرنے کی ترغیب نہیں دینی چاہیے؟



یقیناً دینی چاہیے، لیکن اس لیے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ:

- وہ اپنی نگاہ بلند رکھیں
- وہ اپنی استعداد کو پوری طرح استعمال کریں
- انہیں بعد میں حسرت نہ ہو کہ کاش ہم کچھ اور محنت کر لیتے
- وہ اپنے بارے میں اچھا محسوس کریں اور ان میں خود اعتمادی پیدا ہو

اور ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ:

- ہم ایسے حدف متعین کریں جن کا حصول ہمارے بچوں کی صلاحیت کے مطابق ان کے لیے ممکن ہوں
- ہم ایسے حدف متعین کریں جن میں ہمارے بچوں کو بھی دلچسپی ہو، تاکہ وہ اپنے ذوق و شوق سے محنت کریں
- سزاؤں کی جگہ انعامات سے محرک کریں
- بچوں کی سب کامیابیوں پر فخر کا اظہار کریں، صرف امتحانات کے نتائج پر نہیں

ہماری تمام والدین سے التجا ہے:



اپنے بچوں پر رحم کریں۔ انکے لیے وہ محفوظ آغوش بنیں جہاں ان کو قبولیت ملے، اور نہ انکو طعنے دیے جائیں اور نہ ان کو نیچا دکھایا جائے۔ وہ کندھا دیں جس پر وہ مایوسی اور غم کی حالت میں رو سکیں۔ جب انکی ہمتیں پست ہوں تو آپ انکی ہمتیں بلند کرنے والے بنیں۔ دنیا میں اور بہت سے لوگ ہوں گے جو انکو طعنے دیں گے، انکی حوصلہ شکنی کریں گے، ان کو نیچا دکھائیں گے، ان کو دکھ دیں گے۔ والدین کو کم از کم ان میں سے نہیں ہونا چاہیے۔

- ان کی ذاتی خوبیوں پر بھی خوشی اور فخر کا اظہار کریں
- کسی مقابلے میں انکے حصہ لینے، یا کسی مقصد کے حصول کے لیے کوشش کرنے پر ہی ان کو سراہیں، چاہے کامیابی ہو یا نہ ہو
- انہیں اپنی سب صلاحیتیں اجاگر کرنے کے موقع فراہم کریں، اور ان میں ان کی حوصلہ افزائی کریں
- ان کو جن چیزوں کا شوق ہے، ان میں آگے بڑھنے کے بھی موقع دیں
- یہ قبول کریں کہ ہمارے بچے ہر چیز میں ہمیشہ کامیاب نہیں ہوں گے، اور وقتی ناکامی کو اچھے انداز سے ڈیل کرنا خود بھی سیکھیں اور بچوں کو بھی سکھائیں

- انہیں کبھی یہ احساس نہ دلائیں کہ ان کی عقل یا صلاحیت میں کوئی نقص ہے
- کبھی انکا دوسروں سے مقابلہ نہ کریں